محمد نعمان فاروقی

نبی کریم ﷺ کے روزانہ کے معمولات

اس عنوان کے تحت نہ تو آپ ﷺ کی عبادات کے مکمل احوال بیان کیے جاسکتے ہیں اور نہ روز مرہ کے اذکار ذکر کیے جاسکتے ہیں کیونکہ اس کے لیے بہت سے صفحات درکار ہیں۔ یہاں تو بس آپ ﷺ کے روزانہ کے معمولات کا ایک سرسری ساخاکہ سامنے رکھنا مقصود ہے کہ آپ ﷺ کون ساکام کس وقت اور کتنے دورانیے میں کیا کرتے تھے جس کے سلسلے میں راقم نے آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش نظر رکھا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

تہجد کے لیے اُٹھنا

حسبِ ذیل روایات کو سامنے رکھیں تو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کی آخری تہائی سے پہلے بیدار ہو جایا کرتے تھے۔

الف: نبی ﷺ نے سیدنا داود علیہ السلام کے قیام کو اللہ کے ہاں پسندیدہ قرار دیا۔ اور حدیث میں وضاحت ہے کہ وہ رات کا ایک تہائی قیام کرتے تھے۔[1]

ب: نبی مکرّم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب رات کی آخری تہائی ہوتی ہے تو اللہ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور... گویا اس حدیث میں اس وقت حالتِ بیداری میں ہونے کی ترغیب ہے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ ﷺ اس وقت آرام کر رہے ہوں۔

ج: سیدنا مسروق کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کب (قیام اللیل کے لیے) اُٹھتے تھے؟ وہ فرمانے لگیں: آپ ﷺ اس وقت بیدار ہوتے تھے جب مرغ کی آواز سن لیتے تھے۔[2]

جب آپ اُٹھتے تو وضو کا پانی اور مسواک آپ کے سرہانے کے پاس موجود ہوتے تھے۔[3]

---

۱ صحیح بخاری: ۱۱۳۱

۲ صحیح بخاری: ۱۱۳۲

۳ سنن ابی داوٗد: ۱۳۴۶

تہجد سے پہلے آپ ﷺ مسواک کر لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِذَا قَامَ الرَّجُلُ يَتَوَضَّأُ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى أَطَافَ بِهِ الْمَلَكُ وَدَنَا مِنْهُ حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيهِ»[1]

"جب آدمی رات یا دن کو بیدار ہوتا ہے، وہ وضو کرتا ہے اور اچھے انداز سے کرتا ہے اور مسواک کرتا ہے تو فرشتہ اسے گھیر لیتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا ہے حتی کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ لیتا ہے..."

نمازِ تہجد

رسول اکرم ﷺ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ ٹھہر ٹھہر کر سکون اور اطمینان سے پڑھنے میں کم از کم ڈیڑھ سے دو گھنٹے لگتے ہوں گے۔ ہمارے ہاں جو قرائے کرام وتر سمیت رکعات تراویح پڑھاتے ہیں، ان میں سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے والے ڈیڑھ سے پونے دو گھنٹے صرف کرتے ہیں۔

اگر ہم پاکستان اور بھارت کی گرمیوں اور سردیوں کی راتوں کو تین حصوں میں تقسیم کریں تو رات کی آخری تہائی سردیوں میں تقریباً ۳ بجے اور گرمیوں میں تقریباً ۲ بجے شروع ہو جاتی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے یہاں کے حساب کے مطابق سردیوں میں ۳ بجے کے قریب اور گرمیوں میں ۲ بجے کے قریب بیدار ہو جایا کرتے تھے۔

نمازِ تہجد کے بعد: نبی ﷺ تہجد کے بعد اذانِ فجر سے پہلے آرام فرماتے تھے۔ اس کی ایک دلیل تو سیدہ عائشہؓ کی روایت ہے، کہتی ہیں کہ میرے ہاں جب بھی آپ ﷺ کی سحری کا وقت ہوتا تو آپ آرام فرما رہے ہوتے۔[2]

دوسری دلیل یہ ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے قیام کی گزشتہ روایت میں یہ وضاحت ہے کہ وہ رات کا تہائی حصہ قیام فرماتے اور (آخری) چھٹے حصے میں آرام کرتے۔ اور آپ ﷺ نے اس قیام کو پسندیدہ قرار دیا تھا۔ آپ کا اپنا معمول بھی یہی تھا۔ اسی لیے سیدنا ابن عباسؓ آپ کے معمول کے متعلق بتاتے ہیں: "آپ ﷺ نے (تہجد کی) نماز پڑھی اور آرام کیا، پھر مؤذن آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ اُٹھے اور

---

۱ الجامع الصغیر: ۷۲۵... صحیح

۲ صحیح بخاری: ۱۱۳۳

نماز پڑھائی اور آپ نے وضو نہ کیا۔" یہ وہ وقت تھا جس میں آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں آتا تھا۔[2]

سیدنا ابن عباسؓ کی وضاحت بتا رہی ہے کہ اذانِ فجر سے قبل آپ ﷺ کچھ آرام فرماتے تھے۔

نمازِ فجر

اذانِ فجر کے بعد آپ ﷺ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔ سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ رکعتیں اس قدر مختصر ہوتی تھیں کہ میں کہتی: آیا آپ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے؟[3]

فجر کی سنتوں میں آپ ﷺ کیا پڑھتے تھے؟ آیئے اس کا جواب اس صحابی کے الفاظ میں پڑھتے ہیں جو مہینہ بھر اس جستجو میں رہے کہ آپ ﷺ فجر کی سنتوں میں کن آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ وہ صحابی ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ۔ وہ کہتے ہیں: آپ ﷺ فجر کی سنتوں میں سورۃ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔"[4]

فجر کی سنتوں کے بعد اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے تھے۔[5] سنتوں کے بعد فجر کی نماز پڑھاتے۔ عمومی طور پر (ایک رکعت میں) ۶۰ سے ۱۰۰ آیات تک تلاوت فرماتے۔[6]

نمازِ فجر کے بعد

نمازِ فجر کے بعد ذکر اذکار فرماتے۔ اور اس کے بعد نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رات دیکھے گئے خوابوں کی تعبیر بھی بتاتے۔ لوگوں سے باقاعدہ پوچھتے: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِّنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَةً»[7]

"کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟

رسول اکرم ﷺ نے اگر کوئی خواب دیکھا ہوتا تو آپ وہ بھی بیان فرماتے جیسا کہ صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا ایک طویل خواب ہے جو نمازِ فجر کے بعد آپ نے بیان کیا تھا۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس

---

1 صحیح بخاری: ۷۲۶

2 صحیح بخاری: ۱۱۸۰

3 صحیح بخاری: ۱۱۷۱

4 صحیح بخاری: ۴۱۷

5 صحیح بخاری: ۱۱۲۳

6 صحیح بخاری: ۵۹۹

7 السلسلۃ الصحیحۃ: ۱/ ۴۷۱، حدیث: ۴۷۳

پر یہ باب قائم کیا ہے: "صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر بیان کرنا۔"[۱]

اگر رات کو کوئی وحی آئی ہوتی تو وہ بھی نمازِ فجر کے بعد ہی لوگوں کو بتاتے۔ جیسا کہ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو رُفقا: ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کی اطلاع بذریعہ وحی رات کو آگئی تھی۔ سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے رات ہی کو سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کی طرف خوشخبری بھیجنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت نہ دی بلکہ فجر کے بعد یہ اطلاع دی۔[۲]

نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب کے دورانیے میں آپ ﷺ لوگوں سے محوِ گفتگو بھی ہوتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: سیدنا سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجلس کیا کرتے تھے؟ وہ کہنے لگے: ہاں، بہت زیادہ۔ آپ ﷺ تو جس جگہ نمازِ فجر پڑھتے تھے، طلوع آفتاب تک وہیں بیٹھے رہتے تھے۔ سورج طلوع ہوتا تو آپ ﷺ وہاں سے اُٹھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے باتیں کرتے رہتے، پھر ایامِ جاہلیت کا تذکرہ بھی کرتے اور (ان باتوں) پر ہنستے بھی اور آپ ﷺ مسکرا رہے ہوتے۔[۳]

طلوعِ آفتاب کے بعد اشراق کے نفل

طلوعِ آفتاب کے بعد آپ ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھتے۔ یہ ۲ تا ۸ رکعات ہوتی تھی۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے ۸ رکعات پڑھی تھیں۔[۴] سیدہ معاذہ نے اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ ﷺ ضحیٰ کی نماز کی کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ کہنے لگیں: چار رکعات اور اس سے زیادہ جتنی چاہتے۔[۵]

لگتا ایسے ہے کہ آپ ﷺ نمازِ ضحیٰ مسجد ہی میں ادا فرماتے تھے۔ اس کی ایک دلیل تو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں وضاحت گزری ہے کہ آپ ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد ان کے ہاں تشریف لائے۔[۶] دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نمازِ فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں بیٹھنے کی

---

۱ صحیح بخاری: ۷۰۴۷
۲ صحیح بخاری: ۴۴۱۸
۳ صحیح مسلم: ۲۳۲۲
۴ صحیح بخاری: ۳۵۷
۵ صحیح مسلم: ۷۱۹
۶ صحیح مسلم: ۲۷۲۶

فضیلت بیان فرمائی ہے۔ حدیث ہے:

«مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ»[1]

"جس نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی، پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا ذکر اذکار کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعات ادا کیں تو اسے ایک حج اور عمرے جتنا ثواب ملتا ہے۔"

پینے کے پانی میں نبی ﷺ کا ہاتھ مبارک

اس دوران مدینہ منورہ کے رہائشیوں کے خادم اپنے پانی کے برتن وغیرہ لے آتے جن میں پانی بھی ہوتا۔ جو بھی برتن آپ ﷺ کے پاس لایا جاتا، آپ اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالتے۔ کبھی سخت سردی میں بھی لایا جاتا تو آپ ﷺ پھر بھی اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیتے۔[2]

ناشتہ

اس کے بعد ناشتہ کرتے لیکن یہ طلوع آفتاب کے فوری بعد نہیں بلکہ کچھ تاخیر سے ہوتا تھا کیونکہ اگر ضحیٰ کی نماز کے بعد فوری ناشتہ کرنے کی عادت ہوتی تو سیدہ جویریہ کو مصلے کی بجائے چولہے کے پاس ہونا چاہیے تھا۔ مگر ناشتے میں زیادہ تاخیر بھی نہیں ہوتی تھی کیونکہ سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ جب میرے ہاں آتے تو پوچھتے: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟» "تمھارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟" تو جب ہم کہتے: نہیں تو آپ ﷺ فرماتے: «إِنِّي صَائِمٌ» "بے شک میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔"[3]

ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ازواج مطہرات کو اپنی عبادت کا موقع بھی دیتے تھے۔

کہیں آنے جانے کا وقت

اس کے بعد کسی کام سے جانا ہوتا تو چلے جاتے۔ جیسا کہ ایک دن سیدنا عِتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں عنقریب ایسا کروں گا۔ اور اگلے

---

1 جامع ترمذی: ۵۸۶؛ السلسلۃ الصحیحۃ: ۳۴۰۴
2 صحیح مسلم: ۲۳۲۴
3 سنن ابی داؤد: ۲۴۵۵

دن پہلے پہر آپ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن کے ہاں پہنچ گئے اور جاتے ہی نماز پڑھائی۔[1]

میرا استدلال یہاں یہ ہے کہ آنے جانے کا یہ وقت طلوع آفتاب کے بعد تھا کیونکہ اگر یہ وقت طلوعِ آفتاب سے پہلے کا ہوتا تو اس وقت تو نفل نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ اور اس کی مزید دلیل صحیح بخاری کی اسی حدیث میں امْتَدَّ النَّهارُ[2] کے الفاظ بھی ہیں جس کے معنی ہیں: ''دن چڑھ گیا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر خیبر پہنچنے کا وقت بتاتے ہیں:

"صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً"[3] ''ہم صبح سویرے خیبر پہنچ گئے۔''

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اور انصار و مہاجرین ایک سرد ترین صبح کو خندق کھودنے کے لیے نکلے۔[4]

احادیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے دن کے ابتدائی حصے میں برکت کی دعا کی تھی[5] چنانچہ آپ ﷺ نے کوئی لشکر روانہ کرنا ہوتا تو دن کے آغاز ہی میں بھیجتے۔[6] اور خود جانا ہوتا تو بھی اسی وقت جاتے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے پاس ملاقات کے لیے اکثر لوگ پہلے پہر ہی آتے تھے۔ سیدنا طارق اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''ہم ایک صبح نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک اور آدمی بھی آیا۔ ایک خاتون بھی آئی۔ وہ آدمی پوچھنے لگا...''[7]

بہر حال عہدِ نبوی ﷺ کا یہ معمول سامنے آتا ہے کہ وہ ناشتے سے لے کر زوال تک کے وقت میں روزانہ کے آنے جانے کے اور ضروری کام نمٹا لیتے تھے۔

---

۱ صحیح بخاری: ۴۲۵

۲ صحیح بخاری: ۱۱۷۱

۳ صحیح بخاری: ۲۸۳۴

۴ صحیح بخاری: ۷۲۰۱

۵ سنن ابی داؤد: ۲۶۰۶

۶ سنن ابی داؤد: ۲۶۰۶

۷ صحیح الادب المفرد: ۱/۲۴۵، ۵۰۷

نمازِ ظہر

آپ ﷺ کا معمول نمازوں کو اوّل وقت میں پڑھنے کا تھا۔ اور ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے وقت کے مطابق سردیوں میں ۱۲ بجے کے قریب قریب اور گرمیوں میں ساڑھے بارہ کے قریب نماز پڑھاتے تھے۔ ظہر کی پہلی سنتوں کی آپ ﷺ نے ترغیب دی ہے۔ یقیناً آپ خود بھی پڑھتے تھے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز کی امامت فرماتے۔ ظہر کی نماز میں عموماً کتنی تلاوت فرماتے؟ اس سلسلے میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہماری رہنمائی کرتے ہیں:

"ہم نے نبی ﷺ کی ظہر اور عصر کی نماز کا اندازہ لگایا۔ چنانچہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا دورانیہ ۳۰ آیات کی تلاوت کے برابر تھا، یعنی سورۂ الم السجدہ کی تلاوت جتنا اور دوسری دو رکعتوں میں قیام اس کے نصف کے برابر (۱۵ آیات کی تلاوت جتنا) ہوتا تھا۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام ظہر کی آخری دو رکعتوں کے دورانیے (۱۵ آیات کی تلاوت جتنا) ہوتا تھا جبکہ عصر کی آخری دو رکعات پہلی دو رکعات سے آدھی ہوتی تھیں (۷،۸ آیات کے برابر)۔"[1]

ہماری تحقیق کے مطابق ۳۰ آیات کی تلاوت میں اندازاً ۸ سے ۹ منٹ لگتے ہیں، اس طرح ظہر کی پہلی ۲ رکعتوں کا دورانیہ ۸ سے ۹ منٹ اور دوسری ۲ رکعتوں کا ۴ سے ۵ منٹ ہوتا تھا۔ اس طرح ظہر کی نماز تقریباً ۱۴، ۱۵ منٹ پر مشتمل ہوتی تھی۔ واللہ اعلم

اور اس کے بعد ذکر اذکار کر کے سنتیں ادا فرماتے۔ اس دوران بھی آپ کے ہاں مختلف وفود آتے۔ غالب طور پر نمازوں کے اوقات میں وفود آتے کہ اس کے بعد آپ ﷺ سے ملاقات ہو جائے گی۔ ایک دوسرا پہلو یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ وفود کی خواہش ہوتی کہ زیادہ سے زیادہ صحابہ سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ جیسا کہ ایک دن ظہر کی نماز پر وفد عبد القیس کی آمد ہوئی اور آپ ﷺ ان میں مشغول ہو گئے۔ آپ ﷺ کی ظہر کی سنتیں بھی رہ گئیں، پھر آپ نے وہ سنتیں عصر کے بعد سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ادا کیں۔[2]

---

۱ سنن ابی داؤد: ۸۰۴

۲ صحیح بخاری: ۱۲۳۳

قیلولہ

نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت آرام بھی فرماتے تھے جسے 'قیلولہ' کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے خادم خاص سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ دوپہر کے آرام کی وضاحت ان الفاظ سے فرماتے ہیں: ''میں کسی ایک دن آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا، جب میں نے دیکھا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت سے فارغ ہو چکا ہوں۔ میں نے (دل میں) کہا آپ ﷺ قیلولہ فرمالیں، چنانچہ میں وہاں سے چلا آیا۔ وہاں (راستے میں) کچھ بچے کھیل رہے تھے۔ میں وہاں رُک گیا اور ان کا کھیل دیکھنے لگا۔ اتنے میں آپ ﷺ ان بچوں کے پاس پہنچ گئے اور انھیں سلام کیا، پھر مجھے بلایا اور مجھے کسی کام سے بھیج دیا...''[1]

اس روایت سے قیلولے کے متعلق کچھ باتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ نبی ﷺ قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ جس کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اندازہ تھا اور اُنھوں نے وہ لمحات آپ ﷺ کو فراہم کیے۔ دوسرے یہ کہ قیلولہ گھنٹوں آرام کرنے کا نام نہیں ہے۔ یہ کچھ دیر آرام کرنے کا نام ہے جسے ہم ستانے یا ریلیکس ہونے سے تعبیر کرسکتے ہیں۔

مسند احمد میں اس کی کچھ وضاحت اس طرح ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا اور خود دیوار کے سائے میں تشریف فرما ہوگئے۔[2] اس روایت سے قیلولے کے وقت کی وضاحت ملتی ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ﷺ دیوار کے سائے میں تشریف فرما ہوئے اور دیوار کا اتنا سایہ جس میں بیٹھا جاسکے وہ یا تو دس گیارہ بجے تک ہوتا ہے یا پھر دو تین بجے کے بعد، لہٰذا زیادہ گمان یہی ہے کہ یہ ۳، ۲ بجے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور سائے میں تشریف فرما ہونا بتا رہا ہے کہ یہ گرمیوں کی ایک دوپہر تھی۔

دراصل قیلولہ دوپہر کے کسی بھی وقت آرام کرنے کا نام ہے۔ آپ ﷺ کو دوپہر کے اوقات میں جب بھی وقت میسر آتا، آپ قیلولہ فرمالیتے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے موسم گرما میں ہفتے کے ۶ دن نمازِ ظہر سے پہلے اور جمعے والے دن جمعے کے بعد آپ ﷺ کے قیلولے کا استدلال کیا ہے۔ جس روایت سے اُنھوں نے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

---

۱ صحیح الادب المفرد: ۸۸۵

۲ مسند احمد: ۲۲۲/۵

وَكَانَ لاَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ[1]

"اور آپ ﷺ جمعے کے بعد (مسجد میں) نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ (گھر) واپس جا کر دو رکعات پڑھتے تھے۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کا حوالہ دے کر رقم طراز ہیں:

"بے شک آپ ﷺ جمعہ جلدی ادا کرتے تھے، اس کے بعد قیلولے کے لیے جاتے تھے۔ لیکن نمازِ ظہر کا معاملہ اس کے برعکس تھا۔ (گرمیوں میں) اسے آپ قدرے ٹھنڈا (تاخیر) کر کے پڑھتے اور قیلولہ اس سے پہلے کر لیا کرتے۔"[2]

نبی ﷺ کے دوپہر کے آرام کے وقت اور اس کے دورانیے کے اندازے کے بعد اب ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ قیلولہ اکثر کہاں فرمایا کرتے تھے۔ یہ سعادت دو جلیل القدر صحابیات سیدہ ام سُلیمؓ اور سیدہ اُمّ حرام بنت ملحانؓ کے حصے میں آتی تھی۔ امّ سلیم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی والدہ تھیں، اور آپ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں[3] اور سیدہ اُم حرام بنت ملحانؓ ام سلیمؓ کی بہن تھیں، اس لیے یہ بھی آپ ﷺ کی رضاعی خالہ لگیں۔ اس لیے آپ ﷺ ان دونوں کے لیے محرم بھی تھے اور ان کے ہاں قیلولہ بھی فرما لیتے تھے۔ سیدہ ام سلیمؓ کے ہاں قیلولہ کرنے کی روایت، انھی کے لختِ جگر سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "نبی کریم ﷺ امّ سلیمؓ کے ہاں آیا کرتے تھے اور اُن کے ہاں قیلولہ فرماتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے لیے بستر بچھا دیا کرتی تھیں۔ اسی دوران وہ آپ ﷺ کا مبارک پسینہ بھی (بطورِ خوشبو) شیشی میں بھر لیا کرتیں۔[4] سیدہ امّ سلیم اور سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہم دونوں ہی ملحان کی بیٹیاں تھیں۔

اکثر طور پر قیلولہ انھی کے ہاں ہوتا تھا۔ مگر جب کبھی آپ وادیٔ قبا کا رخ فرماتے تو یہ سعادت امّ حرامؓ کے حصے میں آجاتی۔ یہ روایت بھی ام حرامؓ کے بھانجے سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نبی ﷺ جب قبا جایا کرتے تھے تو سیدہ امّ حرام بنت ملحانؓ کے ہاں جاتے۔ وہ آپ کے لیے کھانا تیار کرتیں۔ ایک دن جب آپ ﷺ اُن کے ہاں آئے تو انھوں نے کھانا کھلایا۔

---

۱ صحیح بخاری: ۹۳۷

۲ فتح الباری: ۷۸/۱۳

۳ فتح الباری: ۹۳/۵، طبع دار السلام

۴ صحیح بخاری: ۶۲۸۱

آپ ﷺ کھانے کے بعد آرام فرمانے لگے۔ پھر بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ سیدہ ام حرامؓ نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی مسکراہٹ کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے اُس موقع پر اسلامی بحریہ کی بشارت دی۔۔۔"[1]

اسی طرح نبی کریم ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے تو تب بھی آپ ﷺ نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا: «فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا»[2]

"جائیں اور ہمارے دوپہر کے آرام کے لیے کچھ بندوبست کریں۔"

الغرض آپ سفر و حضر میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ اور اُمّت کو بھی ان الفاظ سے تلقین فرمائی:

«قِيلُوا فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا تَقِيلُ»[3]

"قیلولہ (دوپہر کا آرام) کیا کرو۔ بے شک شیطان قیلولہ نہیں کرتے۔"

دراصل قیلولے سے انسان ایک دفعہ پھر تازہ دم ہو جاتا ہے۔ اور رات تک کے بقیہ اُمور اچھے انداز سے نباہ سکتا ہے حتیٰ کہ صبح سویرے اُٹھنے کے لیے بھی قیلولہ معاون ثابت ہوتا ہے۔

دوپہر کا کھانا

سیدہ امّ حرامؓ کی مذکورہ روایت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ جب قبا جاتے تو ام حرامؓ کے ہاں جاتے اور وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں اور آپ آرام فرماتے۔ اور یہاں ماضی استمراری کے صیغے ہیں، یعنی ایسا بارہا ہوتا آیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دوپہر کے کھانے کا معمول یہی تھا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے، یہ صبح یا شام کا کھانا ہو مگر ہم کہیں گے کہ شام کے کھانے کے بعد تو نبی کریم ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند کرتے تھے۔[4] دوسرے یہ کہ حدیثِ مذکور کے دوسرے طرق میں وضاحت ہے کہ سیدہ امّ حرامؓ آپ ﷺ کا سر دیکھنے لگیں۔[5] اور سر دیکھنے کا کام روشنی ہی میں ہوتا ہے۔

---

۱ صحیح بخاری: ۶۲۸۲

۲ صحیح بخاری: ۳۹۱۱

۳ السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۶۴۷

۴ صحیح بخاری: ۵۹۹

۵ صحیح بخاری: ۲۷۸۸

اُس دور میں ظاہر ہے کہ رات کو مصنوعی روشنی نہیں ہوتی تھی۔ مگر یہاں ایک اہم وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ ہمارے ہاں سر دیکھنا سے مراد جوئیں نکالنا لیا جاتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی ماؤں، خالاؤں یا پھوپھیوں کو اپنے چھوٹوں پر، خواہ وہ لڑکیاں ہوں یا لڑکے، جب پیار آتا ہے تو وہ سر دیکھنا شروع کر دیتی ہیں، اگرچہ سر میں ایسا کچھ نہ ہو۔ اس لیے سیدہ امّ حرامؓ آپ ﷺ کا سر مبارک دیکھتی تھیں تو اسے اسی پر محمول کیا جائے۔ واللہ اعلم

تیسرے یہ کہ احادیثِ مبارکہ میں ہمیں کھانے کے دو اوقات کا تذکرہ ہی ملتا ہے۔ پہلے پہر کے کھانے کو "غَدَاء" اور شام کے کھانے کو "عَشاء" کہا جاتا تھا۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ"[1] "ہم جمعے کے روز پہلے پہر کا کھانا اور قیلولہ جمعے کے بعد ہی کرتے تھے۔" جمعہ بروقت اور مختصر ہوتا تھا، اس لیے جمعے کو صبح کا کھانا (ناشتہ) جمعے کے بعد کر لیتے۔

پہلے پہر کے کھانے کے متعلق ایک اور روایت بھی ہے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہؓ کے ہاں آئے۔ چولہے پر ہنڈیا اُبل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے صبح کا ناشتہ منگوایا تو آپ کی خدمت میں روٹیاں اور (پہلے سے موجود) گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: «أَلَمْ أَرَ لَحْمًا؟» "میں نے گوشت (پکتا) نہیں دیکھا تھا؟" گھر والوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بات تو اسی طرح ہے مگر وہ گوشت بریرہؓ کو بطورِ صدقہ دیا گیا تھا تو انھوں نے ہمیں ہدیہ کر دیا ہے۔ فرمایا: «هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا»[2]

"وہ گوشت اس کے لیے صدقہ تھا جبکہ ہمارے لیے ہدیہ ہے۔"

اس حدیث میں "فَدَعَا بِالْغَدَاءِ" "تو آپ نے پہلے پہر کا کھانا منگوایا ..." ہمارا محل استدلال ہے۔ اور 'الغَدَاء' عربی میں پہلے پہر کے کھانے پر بولا جاتا ہے۔

نمازِ عصر

اس کے بعد عصر کا وقت ہوتا۔ نمازِ عصر سے پہلے چار رکعات کی ترغیب بھی ثابت ہے۔ دعائے نبوی ہے: «رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا»[3] "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے

---

۱ صحیح بخاری: ۶۲۷۹

۲ صحیح بخاری: ۵۴۳۰

۳ سنن ابی داؤد: ۱۲۷۱

قبل چار رکعات پڑھے۔" اس سے واضح ہے کہ آپ ﷺ خود بھی یہ نوافل پڑھتے تھے۔ پھر عصر کی نماز پڑھاتے۔ عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر ہوتیں۔ اور آخری دو رکعتیں اس سے چھوٹی ہوتیں۔[1]

ہماری تحقیق کے مطابق نمازِ عصر کا دورانیہ تقریباً ۸ سے ۹ منٹ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم

نمازِ عصر کے بعد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی ضابطے یا شرعی حکم سے آشنا کرنا ہوتا یا کسی وعظ و نصیحت سے نوازنا ہوتا تو عموماً عصر کے بعد ہی ایسا کرتے۔ اس کے کئی ایک دلائل ہیں:

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک دن آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اور قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے معاملات کا ذکر کیا...[2]

② سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم عصر کے بعد نبی کریم ﷺ کے جلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ادھر سامنے قُعَیقِعان پہاڑ پر دھوپ پڑ رہی تھی۔ اس دوران آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَا أَعْمَارُكُمْ فِي أَعْمَارِ مَنْ مَضٰى، إِلاَّ كَمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا مَضٰى مِنْهُ»[3]

"تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں، ان کی اور تمھاری عمروں کا یہی تناسب ہے جیسے اب دن کا کچھ حصہ باقی ہے۔" یعنی تمھاری عمریں سابقہ لوگوں کی نسبت کم ہوں گی۔

③ فاطمہ بنت اسد مخزومیہؓ، جن سے چوری ہوگئی تھی، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو اُن کی سفارش کے لیے پیش کیا گیا۔ واقعہ مشہور ہے مگر اس دن جو آپ ﷺ نے اس حوالے سے خطبہ ارشاد فرمایا، وہ بھی پچھلے پہر تھا۔ حدیث میں اس کی وضاحت اس طرح ہے:

فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَطِيبًا... «فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ...»[4]

---

۱ سنن ابی داود: ۸۰۴
۲ صحیح الترغیب والترہیب: ۲۷۵۱
۳ مسند احمد: ۲/۱۱۵
۴ صحیح بخاری: ۴۳۰۴

"پھر جب پچھلا پہر ہوا، آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا..."

④ اسی طرح ایک دفعہ سیدہ عائشہؓ نے سیدہ بریرہؓ سے ان کی آزادی کا معاملہ طے کیا کیونکہ وہ حالتِ غلامی میں تھیں۔ تو ان کے مالکوں نے کچھ ناجائز شرط رکھ دی۔ نبی کریم ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ ﷺ نے اس بارے میں عمومی ضابطہ بیان فرمانا تھا۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے اسی وقت کا انتخاب فرمایا۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

... ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: مَا بَالَ النَّاسُ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ... [1]

"پھر جب پچھلا پہر ہوا تو نبی کریم ﷺ (وعظ کے لیے) کھڑے ہوئے، اللہ کی ثنا بیان کی جو اس کے شایانِ شان ہے، پھر فرمایا: "لوگوں کو کیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں رکھتے ہیں جن کی کتاب اللہ میں اجازت نہیں..."

بہر حال العَشِیُّ کے لفظ میں عصر سے پہلے اور بعد کے دونوں احتمال موجود ہیں مگر دیگر قرائن عصر کے بعد کا اشارہ کرتے ہیں۔ عصر کے بعد عمومی نوعیت کے خطبوں کی حکمت شاید یہ ہو کہ لوگ کام کاج سے واپس آچکے ہوتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ سن سکیں۔ واللہ اعلم

گھریلو زندگی

نمازِ عصر کے بعد جس دن کوئی وعظ و تذکیر یا صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھنے کا ارادہ نہ ہوتا یا وعظ و تذکیر سے فارغ ہو کر آپ ﷺ عصر کے بعد کے ان لمحات کو گھریلو اور نجی زندگی کے طور پر گزارتے تھے۔

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہؓ نجی زندگی کے اس پہلو کو ان الفاظ سے بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَاءِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ [2]

"رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی ازواج کے ہاں جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب ہوتے (جن کے ہاں قیام ہوتا)۔"

---

۱ صحیح بخاری: ۲۱۵۵

۲ صحیح بخاری: ۵۲۱۶

اس وقت ہر ایک زوجہ محترمہؓ کو وقت بھی برابر دیتے۔ اس کی وضاحت مذکورہ حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: ''تو آپ ﷺ سیدہ حفصہؓ کے ہاں آئے تو آپ ﷺ ان کے پاس اس دورانیے سے زیادہ ٹھہرے جتنا آپ ٹھہرا کرتے تھے...''[1]

ازواجِ مطہرات کو اندازہ تھا کہ آپ ﷺ ایک زوجہ کے ہاں عموماً اتنا ٹھہرتے ہیں، اسی لیے تو وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ اس دورانیے سے زیادہ سیدہ حفصہؓ کے ہاں رہے۔

جب ازواج کے ہاں عصر کے بعد جاتے تو دو نفل پڑھتے۔ سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں:

''نبی ﷺ جب بھی عصر کے بعد میرے ہاں آتے تو دو رکعات ضرور پڑھتے۔''[2]

کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ عصر کے بعد نفل کی ممانعت ہے۔ اس کا جواب ایک تو یہی حدیث ہے، دوسرے یہ کہ عصر کے فوراً بعد یا سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک نفل کی اجازت ہے۔ ممانعت غروبِ آفتاب کے قریب وقت کی ہے۔ مزید دلائل کا یہ موقع نہیں۔

ازواج کے ہاں جا کر کیا آپ ﷺ اپنے ہی آپ میں مگن رہتے تھے؟ نہیں بالکل نہیں۔ گھر کے کاموں میں ان کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ سے ان کے شاگرد اسود رحمۃ اللہ علیہ پوچھتے ہیں: نبی ﷺ کی گھر میں کیا مصروفیات ہوتی تھیں؟ سیدہ عائشہؓ جواب دیتی ہیں:

"يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ"[3]

''نبی ﷺ گھر والوں کے کام کاج میں مصروف رہتے، یعنی ان کا ہاتھ بٹاتے۔''

اس دوران اپنے کام کاج بھی کر لیتے۔ سیدہ عائشہؓ سے آپ ﷺ کے گھر کی مصروفیات کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ ''آپ ﷺ اپنے کپڑے سی لیا کرتے تھے اور اپنے جوتے گانٹھ لیا کرتے تھے اور عام طور پر مرد گھروں میں جو کام کاج کرتے ہیں، وہ بھی کرتے تھے۔''[4]

عہدِ نبوی میں مغرب سے پہلے کا یہ وقت عمومی طور پر گھروں میں کھانا پکانے کا ہوتا تھا کیونکہ عرب میں مغرب کے وقت، تھوڑا سا پہلے یا بعد میں شام کا کھانا کھایا جاتا تھا۔ ظاہر ہے اس کی تیاری مغرب سے

---

۱ صحیح بخاری: ۵۲۱۶

۲ صحیح بخاری: ۵۹۳

۳ صحیح بخاری: ۶۷۶

۴ صحیح ابن حبان: ۵۶۷۷

پہلے ہی ہوتی تھی۔ اسی لیے تو آپ ﷺ نے ایک ہی وقت میں کھانا تیار ہونے اور نمازِ مغرب کا وقت ہو جانے پر کھانے سے آغاز کا حکم فرمایا ہے۔ حدیث میں شام کے کھانے اور نمازِ مغرب کی صراحت ہے۔ الفاظ یہ ہیں: «إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَؤُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلاَةَ الْـمَغْرِب»[1]

"جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے تو نماز مغرب سے پہلے اسے کھا لیا کرو۔"

نمازِ مغرب

پھر جب اذان سنتے تو (مسجد کی طرف) چل نکلتے۔[2] سیاق وسباق سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس اذان کو سن کر آپ مسجد جایا کرتے تھے، یہ مغرب کی اذان ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ باقی نمازوں میں آپ ﷺ سنتیں گھر میں پڑھا کرتے تھے اور اسی کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

پھر مغرب کی نماز پڑھاتے۔ مغرب کی نماز میں عموماً چھوٹی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ عہدِ صحابہ میں ایک شخص مغرب میں قصارِ مُفصّل (سورۃ البینہ سے الناس تک) کی تلاوت کرتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے سب سے زیادہ مشابہ قرار دیا۔[3]

جبکہ کبھی نمازِ مغرب میں سورۃ مرسلات اور سورۂ طور کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔[4]

شام کا کھانا

نمازِ مغرب کے بعد عشاء سے پہلے پہلے آپ ﷺ کھانا تناول فرما لیتے تھے۔ اس کی ایک دلیل عمومی رواج کی ہے کہ تمام لوگ مغرب کے بعد یا پہلے ہی کھانا کھایا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک خاص دلیل بھی ہے: حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ...[5]

"اور بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ہاں سے شام کا کھانا کھایا پھر عشاء کی نماز تک وہاں

---

۱ صحیح بخاری: ۶۷۲

۲ صحیح بخاری: ۵۳۶۳

۳ سنن نسائی: ۹۸۴

۴ صحیح بخاری: ۴۴۲۹

۵ صحیح مسلم: ۲۰۵۷

ہی رہے...''اسی طرح آپ ﷺ عشاء سے قبل سونے کو ناپسند کرتے تھے۔

نمازِ عشاء

بعد ازاں نمازِ عشاء پڑھاتے۔ عشاء کی نماز میں آپ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو والشّمس اور واللیل اور الاعلیٰ جیسی سورتیں پڑھنے کا کہا تھا۔[1] اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نماز عشاء میں اس جیسی سورتیں ہی پڑھا کرتے تھے یا اس سے بھی چھوٹی۔ ایک رات آپ ﷺ نے عشاء کی نماز میں سورۃ التّین کی تلاوت فرمائی۔[2] عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کو پسند فرماتے تھے۔[3] نماز عشاء غروب آفتاب کے تقریباً سوا دو گھنٹے بعد پڑھاتے تھے۔ اس کی دلیل سیدنا نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء تیسری رات کے چاند کے غائب ہونے کے وقت پڑھایا کرتے تھے۔[4] اور تیسری رات کا چاند غروب آفتاب سے سوا دو گھنٹے بعد غائب ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھاتے، پھر اپنے گھر والوں (جن کے پاس قیام کی نوبت ہوتی) کے پاس آتے۔ پھر چار رکعات پڑھتے، پھر اپنے بستر کی طرف جاتے اور (سونے کے اذکار کرکے) سو جاتے۔ وضو کا پانی بھی آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف پاس ہی پڑا ہوتا اور مسواک بھی رکھی ہوتی۔[5] نبی کریم ﷺ عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔[6]

اپنے شب و روز کے معمولات کے ساتھ آپ ﷺ ہمیشہ ذکر میں مشغول رہتے۔ حدیث ہے:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلى كُلِّ أَحْيَانِه[7]

''رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔''

یہ تھا آپ ﷺ کے معمولات کا ایک مختصر خاکہ۔ رفتہ رفتہ اسے مزید وسعت دینے کی کوشش جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ

محترم قارئین! آپ کے علم میں موضوع سے متعلقہ کوئی بات ہو مجھے آگاہ کریں۔ جزاکم اللہ خیراً

---

۱ صحیح مسلم: ۱۰۶۸

۲ سنن ابن ماجہ: ۸۳۴

۳ صحیح بخاری: ۵۹۹

۴ سنن ابی داؤد: ۴۱۹

۵ سنن ابی داؤد: ۱۳۴۶

۶ صحیح بخاری: ۵۹۹

۷ صحیح مسلم: ۸۵۲